OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴿International Journal of
Islamic Thought﴾
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:4, Issue: 2, July -Dec 2025 PP: 114-127

ازواج مطہراتؓ اور نکاح رسول ﷺ: حکمتیں، فقہی احکام اور خصوصی مقاصد

The "Azwāj-e-Muṭahharāt" and the Prophetic Marriages: Wisdoms, Juristic Rulings, and Specific Objectives

Dr. Muhammad Noman
Assistant Professor, Department of Islamic and Arabic Studies, University of Swat
Email: numanm964@gmail.com

Abstract

The study of the Prophetic Seerah in Islam is not merely an account of historical events; rather, it provides valuable insights into the Sharīʿah rulings, religious objectives, social principles, and underlying wisdoms reflected in various aspects of the blessed life of the Prophet Muhammad ﷺ. The lives of the Mothers of the Believers (Ummahāt al-Muʾminīn) and the Prophet's ﷺ marriages to them constitute a significant and worthy subject of research in the study of the Prophetic Seerah. Allah Almighty granted the wives of the Prophet ﷺ the distinguished status of "Ummahāt al-Muʾminīn" (Mothers of the Believers), in addition to the honor of being his wives. Through them, the Muslim Ummah gained knowledge concerning domestic life, marital affairs, rulings related to women, and numerous other religious matters. The various instances of the Prophet's ﷺ marriages embody Sharīʿah-related, daʿwah-oriented, social, educational, and reformative wisdoms. Some of these marriages contributed to strengthening social ties in particular circumstances, some served to consolidate relations with certain tribes, while others provided protection, support, and honor to women. Likewise, the marital life of the Prophet ﷺ contains numerous jurisprudential rulings and distinctive characteristics related to his unique privileges as a Prophet. This article presents a research-based and analytical study of the reasons and objectives behind the marriages of the Prophet Muhammad ﷺ with the Azwāj-e-Muṭahharāt, the juristic rulings derived from these marriages, and the wisdoms underlying these marital unions.

Keywords: *Wisdoms, Juristic Rulings, Sharīʿah, Azwāj-e-Muṭahharāt, Social and Daʿwah Aspects.*

CC BY

تمہید

اسلامی سیرت طیبہ کا مطالعہ محض تاریخی واقعات کی معرفت کا نام نہیں بلکہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں سے شرعی احکام، دینی مقاصد، معاشرتی اصول اور حکمتیں اخذ کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ ازواج مطہراتؓ کی حیات اور رسول اللہ ﷺ کے ان سے نکاح سیرت نبوی ﷺ کا نہایت اہم اور قابل تحقیق موضوع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہراتؓ کو شرف زوجیت کے ساتھ "امہات المؤمنین" کا عظیم مقام عطا فرمایا اور ان کے ذریعے امت کو گھریلو زندگی، ازدواجی معاملات، خواتین سے متعلق احکام اور متعدد دینی مسائل کی تعلیم حاصل ہوئی۔ نکاح نبوی ﷺ کے مختلف واقعات میں شرعی، دعوتی، معاشرتی، تعلیمی اور اصلاحی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ بعض نکاح مخصوص حالات میں معاشرتی روابط کے استحکام، بعض قبائل کے ساتھ تعلقات کی مضبوطی، جبکہ بعض خواتین کی کفالت اور اعزاز کا ذریعہ بنے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی ازدواجی زندگی میں ایسے متعدد فقہی احکام اور امتیازی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو آپ ﷺ کے خصائص نبوت سے متعلق ہیں۔ اس مقالے میں ازواج مطہراتؓ سے نکاح رسول ﷺ کے اسباب و مقاصد، ان سے ماخوذ فقہی احکام اور ان نکاحات میں پوشیدہ حکمتوں کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

امہات المؤمنین:

مشہور قول یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ خواتین سے شادی کی [1]۔ تیرہ کو اپنے گھر بسایا۔ ان میں سے گیارہ بیک وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے تو نو بیویاں زندہ تھیں[2]۔ بقیہ چار کی تفصیل میں علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ دو جن کے پاس آپ جایا کرتے تھے وہ آپ کی کنیزیں تھیں جیسا کہ امام بخاریؒ نے ذکر کیا ہے[3]۔ اور بقیہ دو جنہیں گھر میں نہیں بسایا ان میں سے ایک عالیہ بنت ظبیان بن عمرو[4] اور دوسری اسماء بنت نعمان[5] ہیں۔ آپ کی ازواج مطہرات میں سے پانچ قریشی تھیں۔ 1۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا 2۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا 4۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ 5۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ۔ اور چار غیر قریشی تھیں۔ 1۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنو ہلال سے 2۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنو خزاعہ سے 3۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بنو اسد سے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خیبر سے۔ رضی اللہ عنہن اجمعین۔ یہ وہ نو بیویاں ہیں جو آپ کی وفات کے وقت زندہ تھیں۔ [6] ذیل میں آپ کی ازواج مطہرات کا مختصراً تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1۔ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

آپؓ کا نام خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی ہے جبکہ لقب طاہرہ ہے۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ ہے۔ آپؓ کا پہلا نکاح ابو ہالہ ہند بن نباش بن زرارہ سے ہوا جبکہ دوسرا نکاح عتیق بن عابد سے ہوا۔ عتیق مخزومی کے بعد آپؓ کا نکاح جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا بوقت نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر 40 سال اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 25 سال تھی۔ جب تک آپؓ حیات رہیں آپ کی موجودگی میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئی۔ ماسوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے جو کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپؓ 25

برس جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریک حیات رہیں۔آپؓ کا وصال نبوت کے دسویں سال میں ہوا[7]۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی حکمت:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے میں یہ حکمت تھی کہ ان کے بطن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نے جنم لینا تھا۔مزید برآں بعثت سے قبل، بعثت کے وقت اور بعثت کے بعد ایسی ہی خاتون کی ضرورت تھی جس کو معاشرتی وخاندانی لحاظ سے بلند مقام حاصل ہو۔ گو ناگوں اوصاف حمیدہ سے متصف ہو۔اور اسلام کی ترویج میں اپنی دولت اور ذہانت وفطانت سے نمایاں کردار ادا کرسکے۔تاکہ فریضہ نبوت ورسالت کی ادائیگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکالیف ومصائب میں اپنی محبت سے ہاتھ بٹاسکے۔

2۔ام المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

آپؓ کا نام سودہ بنت زمعہ بن قیس ہے۔کنیت ام الاسود ہے،آپؓ کی والدہ کا نام شموس بنت قیس ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے آپؓ کا نکاح حضرت سکران بن عمرو بن عبد شمسؓ سے ہوا اور دونوں نے ہجرت حبشہ ثانیہ میں حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ سے واپسی کے بعد حضرت سکرانؓ کا وصال ہوا۔عدت پوری کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا جو انہوں نے قبول کیا اور نبوت کے دسویں سال مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔آپؓ سخاوت وفیاضی کے اعلیٰ درجے سے متصف تھیں۔آپؓ کا وصال شوال کے مہینے 45 ہجری میں ہوا[8]۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی حکمت:

حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے وصال کے وقت گھر میں دو چھوٹی بچیاں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ان کی دیکھ بھال، نگہداشت اور تربیت کے لئے ایسی عورت سے شادی کی ضرورت تھی جو صالح، متقی، سمجھ دار، سلیقہ شعار، روحانی واخلاقی لحاظ سے بلند مقام، تجربہ کار اور عمر رسیدہ ہو۔یہ تمام اوصاف حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہامیں موجود تھے۔ترویج دین میں جو انہوں نے کردار ادا کیا مثالی تھا۔اور اسلام کی خاطر تکالیف برداشت کیں۔جب یہ بیوہ ہوئیں توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے عقد میں لے کر اسلام کی خدمت کا موقعہ دیا۔

3۔ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

آپؓ کا نام عائشہ بنت ابو بکر صدیق بن ابو قحافہ بن عامر ہے،آپؓ کی کنیت ام عبد اللہ ہے،آپؓ کی والدہ کا نام رومان بنت عمیر بن عامر ہے۔آپؓ کا نکاح مکہ مکرمہ میں ہجرت سے تین سال پہلے دس نبوی کو ہوا۔ بوقت نکاح آپؓ کی عمر چھ سال تھی جبکہ رخصتی شوال کے مہینے ہجرت کے پہلے سال مدینہ منورہ میں ہوئی رخصتی کے وقت آپؓ کی عمر 9 سال تھی۔ فقہ اور علم میں تمام عورتوں میں سب سے اعلیٰ درجے پر تھیں۔ اور اکابر مفتیان صحابہؓ میں سے تھیں۔آپؓ کا وصال حضرت امیر معاویہؓ کے دور حکومت میں 58 ہجری میں ہوا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی[9]۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی حکمت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے میں کئی حکمتیں تھیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے رشتہ کی فضیلت عطا کرنا تھی جنھوں نے دین اسلام کی خاطر بے پناہ قربانیاں دی تھی۔

اہل عرب کے نزدیک شوال کے مہینے میں شادی کرنا منحوس سمجھا جاتا تھا۔اس رسم کی بیخ کنی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی ماہ میں نکاح کیا اور اسی ماہ میں رخصتی ہوئی۔

امتیوں کو بتانا مقصود تھا کہ دوست اور دینی بھائی کی بیٹی سے نکاح کرنا جائز ہے۔

آیت تیمّم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے نازل ہوئی جس سے نماز کی ادائیگی میں آسانی پیدا ہونا تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے دینی مسائل واحادیث مبارکہ کا وافر ذخیرہ مسلمانوں کو ملنا تھا۔مزید برآں نبوت کو اپنی روحانی اولاد تک پہنچانے اور اسے پھیلانے کے لیے بڑا اہم کردار ادا کرنا تھا۔

4۔ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

آپؓ کا نام حفصہ بن عمر بن خطاب ہے، آپؓ کی والدہ ماجدہ کا نام زینب بنت مظعون ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں تھیں، جو شرکائے بدر میں سے ہیں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان کے ہمراہ ہجرت فرمائی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سن 3 ہجری کو شوال کے مہینے میں غزوہ احد سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔آپؓ کا وصال 45 ہجری میں ہوا۔وفات کے وقت آپؓ کی عمر 61 برس تھی[10]۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کی حکمت:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مراد رسول تھے۔ان کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بیوگی کی وجہ سے پریشانی کا سامنا تھا لہٰذا ان کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ کی فضیلت عطا فرمائی۔علاوہ ازیں قرآن حکیم کی حفاظت کا سہرا حضرت حفصہ کو نصیب ہوا۔

5۔ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

آپؓ کا نام ام حبیبہ رملہ یا ہند بنت ابوسفیان بن حرب بن امیہ ہے، آپؓ کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اوائل اسلام میں ایمان لے آئیں اور دوسری ہجرت حبشہ میں حبشہ کی طرف ہجرت کی۔آپؓ پہلے عبید اللہ بن جحش کی زوجیت میں تھیں۔عبید اللہ بعد میں دین اسلام سے پھر گیا اور مرتد ہو کر مرا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو نجاشی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پیام دیں اور نکاح کریں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کے پیغام کو قبول کیا نجاشی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور نکاح پڑھایا۔آپؓ کا وصال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں 44 ہجری میں ہوا[11]۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کی حکمت:

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگر اسلام کی خاطر سر پر قیامت بھی ٹوٹ جائے تو صبر و تحمل سے کام لے کر اس پر قائم رہنا چاہیے جس کا مظاہرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خاوند کے مرتد ہونے اور مرنے کے بعد طویل عرصے تک حبشہ میں کیا۔واپس آ نہیں سکتی تھیں کہ باپ ابوسفیان کٹر دشمن اسلام تھا۔

اللہ تعالی ایسے لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو دین کی خاطر مصیبت کو مصیبت نہیں سمجھتے لہذا اس کے صلہ میں عالم خواب میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ام المؤمنین بننے کی خوشخبری سنادی گئی۔اس نکاح سے بنی امیہ کے ساتھ رشتہ قائم ہو گیا۔دشمنی محبت میں بدل گئی جو ترویج اسلام میں مددگار ثابت ہوئی۔

6۔ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

آپؓ کا نام زینب بنت خزیمہ بن حارث ہے ،آپؓ فقراء و مساکین پر نہایت ہی مہربان تھیں۔انہیں کھانا کھلاتیں اور ان پر انتہائی شفقت فرماتی تھیں لہذا زمانہ جاہلیت میں بھی "ام المساکین" کے لقب سے مشہور تھیں۔آپؓ کی پہلی شادی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ان کی شہادت کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آئیں۔لیکن آپؓ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صرف آٹھ مہینے حیات رہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ربیع الآخر کے مہینے میں 4 ہجری میں وصال فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی نمازہ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں[12]۔

حضرت زینب بنت خذیمہ ررضی اللہ عنہا سے نکاح کی حکمت:

حضرت زینب بنت خذیمہ رضی اللہ عنہا بچپن سے ہی غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلا کر راحت محسوس کرتی تھیں۔کوئی دروازے سے خالی ہاتھ نہ لوٹتا تھا۔اسی وجہ سے آپ ام المساکین کے نام سے مشہور ہو گئی تھیں۔یہی خوبی ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف زوجیت کا باعث بنی۔

7۔ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

آپؓ کا نام ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ ہے ، عاتکہ بن عامر آپؓ کی والدہ ہے ،آپؓ کا تعلق قریش کے خاندان بنو مخزوم سے ہے۔سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت ابو سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ سے ہوا۔حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ان کے شہادت کے بعد جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام بھیجا اور انہوں نے قبول کیا اسی طرح آپؓ کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شوال کے مہینے 4 ہجری میں ہوا۔آپؓ کا وصال 84 سال کی عمر میں 59 ہجری میں ہوا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازہ جنازہ پڑھائی[13]۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کی حکمت:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کرنے سے یہ بتلانا مقصود تھا کہ دعا اپنا اثر رکھتی ہے۔شوہر کی نعش کے پاس کھڑے ہو کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دعا پڑھی "اے میرے اللہ! میری مصیبت میں میرا اجر قائم فرما اور اس سے بہتر میرے لیے قائم مقام بنا"۔اور پھر اس دعا کو اکثر پڑھتی رہتی تھیں۔سوچا کرتی تھیں۔حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہو گا تو اللہ تبارک وتعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جانشین بنا دیا۔بچوں والی عورت سے شادی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ روشن فرمانا تھا کہ ایسی عورت سے کس طرح حسن سلوک روا رکھا جاتا ہے ۔بیعت رضوان کے موقع پر علم النفس کا مسئلہ حضرت ام سلمہ کے ذریعے حل ہونا تھا اور صنف نازک کی تاریخ میں عورت کی اصابت رائے کی عظیم مثال قائم ہونا تھی۔

8۔ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

آپؓ کا نام زینب بنت جحش بن ریاب بن معمر ہے، ان کی والدہ کا نام امیمہ بنت عبد المطلب ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ آپؓ پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی۔اس کے بعد آپؓ کا نکاح جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا۔آپؓ کا وصال 53 سال کی عمر میں 20 ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوا[14]۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کی حکمت:

اہل عرب میں متبنی بیٹے کے حقوق سگے بھائیوں کی طرح تھے جس سے بے حد معاشرتی قباحتیں اور مسائل پیدا ہو گئے تھے لہٰذا ان کا قلع قمع کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالی کی مشیت سے ان کے متبنی بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی مطلقہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح ہونا تھا تاکہ مسلمانوں پر ان کے لے پالک بیٹوں کے لیے کچھ حرج نہ رہے۔آزاد وغلام کی تمیز اٹھنا تھی۔پردے کا حکم آنا تھا اور حلال وحرام اور جائز وناجائز کے متعلق بنیادی ضابطہ روشن ہونا تھا کہ کون کس چیز کو حلال وحرام قرار دے سکتا ہے۔

9۔ام المؤمنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

آپؓ کا نام جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ ہے۔آپؓ کا پہلا نکاح مسافع بن صفوان سے ہوا جو مریسیع کے دن مارا گیا اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا گرفتار ہو کر آئیں۔اسیری کے دوران آپؓ سرکار دو عالم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتابت کی رقم میں اعانت طلب کی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آپ کی طرف سے رقم میں ادا کردوں گا اور تمہیں اپنی زوجیت میں لاؤں گا۔ تو آپؓ نے اس کو قبول فرمایا اور اسی طرح آپؓ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آئیں۔آپؓ کا وصال 65 سال کی عمر میں 50 ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوا اور آپؓ کی نماز جنازہ مروان نے پڑھائی[15]۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کی حکمت:

غزوہ مصطلق یا مریسیع میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا گرفتار ہو کر آئیں تو گھریلو کام کاج کے لیے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ اور ان کے عم زاد کے حصے میں آئیں۔آپؓ اور اپنی قوم کے سب لوگوں کے لیے بڑی مبارک ثابت ہوئیں کہ جن کی بدولت انہیں غلامی سے آزادی نصیب ہوئی۔علاوہ ازیں یہ بھی روشن ہوا کہ باندی سے نکاح کرنا چاہیے۔

10۔ام المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

آپؓ کا نام صفیہ بنت حیی بن اخطب ہے، برہ بنت سموال آپؓ کی والدہ ہے۔آپؓ کی پہلی شادی سلام القرظی سے ہوئی پھر اس نے طلاق دی اس کے بعد کنانہ بن ربیع کے نکاح میں آئیں جو غزوہ خیبر میں مارا گیا۔ حضرت صفیہؓ غزوہ خیبر میں گرفتار ہو کر آئیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد فرما دیا اور نکاح کیا۔آپؓ کا وصال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں 52 ہجری میں ہوا[16]۔

حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے نکاح کی حکمت:

حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بڑے فہم وفراست کی مالکہ تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ نبی آخر الزمان کی مخالفت پر اس

کے باپ کا انجام کبھی بخیر نہیں ہو سکتا۔ جب اس کو بنی قریظہ کے مردوں کے ساتھ قتل کیا گیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو قطعاً ملال نہیں ہوا۔ وہ دل و جان سے اسلام اور پیغمبر اسلام کو تسلیم کر چکی تھیں۔

غزوہ خیبر میں ان کے خاوند کو مسلمہ بن محمد کے بھائی کے عوض قتل کر دیا گیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا لونڈی بن کر آئیں۔ صحابہ کرام کے عرض کرنے پر کہ صفیہ بنت حیی بن نضیر وقریظہ کی رئیسہ اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں لہٰذا وہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق ہی ہیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعوت اسلام دی اور فرمایا کہ بصورت دیگر آزاد کر کے اسے اپنی قوم میں جانے دیا جائے گا۔ انہوں نے خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ کرنا پسند کیا۔ اس طرح نہ صرف یہودیوں کی تالیف قلب ہوئی بلکہ آئندہ کے لیے ان کی اسلام دشمنی میں بھی قدرے کمی واقع ہوئی۔

11۔ام المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

آپؓ کا نام میمونہ بنت الحارث ہے، ان کی والدہ کا نام ہند بن عوف ہے۔ آپؓ کی پہلی شادی مسعود بن عمیر ثقفی سے ہوئی۔ پھر اس نے طلاق دی۔ پھر ابو رہم بن عبد العزی بن ابی قیس کے نکاح میں آئیں۔ ابو رہم کی وفات کے بعد 7 ہجری کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آئیں۔ آپؓ کا وصال یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں 61 ہجری کو 80 یا 81 سال کی عمر میں ہوا[17]۔

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہ سے نکاح کرنے کی حکمت:

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے قریش کے اکثر معزز خاندانوں سے نہایت قریبی رشتے کے تعلقات تھے۔ اہل مکہ کو خوف تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شادی کی وجہ سے وہ خاندان اسلام سے وابستہ ہو جائیں گیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس شادی کی وجہ سے نجد کے علاقے پر بڑے مثبت اثرات مرتب ہوئے۔ اہل نجد سے قرابت داری کی وجہ سے ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی وعداوت پر قائم رہنا ممکن نہ رہا۔ لوگوں کے دلوں میں اسلام کی روشنی پھیلنے لگی۔ مشہور معززین دامن اسلام سے وابستہ ہونے لگے۔ قبیلہ ہلال بن عامر نے اپنی وفاداریاں اسلام اور اہل اسلام کے لیے وقف کر دیں اور اطاعت کا اعلان کیا۔

ازواج مطہرات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یا مطلقہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا حکم:

علامہ ابن کثیرؒ کہتے ہیں: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی تین اقسام ہیں:

وہ ازواج مطہرات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر بسایا اور انہیں کے ساتھ وفات تک رہے پھر انہیں چھوڑ کر فوت ہوئے۔ ایسی ازواج مطہرات کی تعداد نو ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بالاجماع یہ امت پر حرام ہیں اور ان کی عدت ان کی موت تک ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا "[18]

دوسری قسم ان ازواج مطہرات کی ہے جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور انہیں گھر آباد کیا پھر ان کو طلاق دے دی۔ آیا اب ان کی عدت گزر جانے کے بعد ان سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: [19]اس میں دو مسلک ہیں۔

سابقہ آیت کے عموم کی وجہ سے نکاح ناجائز ہے کیونکہ آیت عام ہے اس میں کسی قسم کی قید نہیں اب انہیں طلاق دی یا وہ آپ کے حرم میں رہیں ان سے نکاح کسی صورت بھی جائز نہیں۔

آیت تخییر کی وجہ سے جائز ہے۔فرمان باری تعالی ہے:

" يَآيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ○ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ "[20]

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو آپ سے فراق اور طلاق کے بعد نکاح کرنا جائز اور روا نہ ہوتا تو دنیا اور آخرت میں سے ایک کو منتخب کرنے میں اس کو کوئی فائدہ نہ تھا کیونکہ جب آپ کی طلاق غیر سے نکاح کو مباح نہیں کرتی تو اس آیت میں تخییر کا کوئی فائدہ بھی نہ ہوتا یہ تخییر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے فراق کے بعد ان کے لیے نکاح کرنا جائز تھا۔اور یہی مسلک قوی ہے۔

تیسری قسم ان خواتین کی ہے جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور ان کے ساتھ گھر بسانے سے پہلے ہی ان کو طلاق دے دی تو ایسی خواتین کو بالاتفاق امت کے کسی فرد سے بھی نکاح کرنا جائز اور مباح ہے اور اسی طرح وہ خواتین جن کو نکاح کا پیغام بھیجا اور نکاح نہیں کیا ان کا بھی یہی حکم ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی کے احکام ومقاصد

تعلیمی مقاصد:

انسانی زندگی کے لا تعداد مسائل ایسے ہیں جن کا تعلق خاص طور پر خواتین کے ساتھ ہے۔اسلام ان نسوانی مسائل کے بارے میں بھی تفصیلی راہنمائی فراہم کرتا ہے کیونکہ صنف لطف آدھی امت ہے اور اسلام آدھی امت کے مسائل کو نظر انداز نہ کر سکتا تھا۔جن مسائل کا تعلق عورتوں کی نسوانی زندگی کے ساتھ ہے ان کے متعلق کوئی عورت کسی غیر محرم مرد کے ساتھ گفتگو کرنے سے شرماتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فطرتی طور پر انسان کو حیا کی صفت سے مالامال کیا ہے اور وہ چیزیں جو انسان کو حیوان سے جدا کرتی ہیں ان میں سے ایک اہم اور بنیادی چیز وہ صفت "حیا" ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عوتوں کے مسائل کے متعلق جو تعلیمات لے کر مبعوث ہوئے تھے ان تعلیمات کو امت کی عورتوں تک پہچانے، عورتوں کو وہ مسائل سمجھانے اور ان پر عمل کر کے دکھانے کے لیے آپ کو ایسی خواتین کی ضرورت تھی جو انتہائی پاک باز، ذہین، فطین، دیانت دار اور متقی ہوتیں اور فریضہ رسالت کی تبلیغ کے لیے مخلص کارکنوں کی حیثیت سے کام کر سکتیں۔ایسی عورتیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی کی تفصیلات کو محفوظ کرتیں، انہیں امانت اور دیانت کے ساتھ امت کی عورتوں تک پہنچاتیں، اب عورتیں اپنے جن مسائل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے سے شرماتی تھیں، وہ مسائل ان خواتین سے سنتیں، اور ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مسئلے کا جو حل بتاتے اسے عورتوں تک پہنچاتیں او ران کو اس پر عمل کرنے کا طریقہ بھی سمجھاتیں۔

عورتوں کے مسائل جیسے: نفاس، حیض، جنابت وغیرہ یہ ایسے مسائل تھے جو نہ تو خواتین کھل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر سکتیں تھیں اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھل کر ان کا جواب دے سکتے تھے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ شرم وحیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں سے ایک اہم ترین صفت تھی۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک انصاری عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل حیض کے متعلق سوال کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غسل حیض کا طریقہ سمجھایا اور پھر فرمایا: ایک خوشبودار روئی کا گولا لو اور اس کے ذریعے طہارت حاصل کرو۔اس عورت نے عرض کیا: روئی کے گولے کے ذریعے کیسے طہارت حاصل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے ساتھ طہارت حاصل کرو۔اس نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اس کے ذریعے کیسے طہارت حاصل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! اس کے ساتھ طہارت حاصل کرو۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے یہ صورت حال دیکھی تو اس عورت کو ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور اسے بتایا کہ اس روئی کے گولے کو فلاں مقام پر رکھو اور اس کے ذریعے خون کا اثر ختم کرو۔فرماتی ہیں: میں نے اس عورت کو تفصیل سے سمجھایا کہ روئی کے گولے کو کس مقام پر رکھنا ہے۔

اس واقعہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ مسئلہ طہارت ہے جو اسلام کی اکثر عبادات کے لیے شرط اول ہے۔اور اس عورت کے لیے اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا کہ وہ اس مسئلے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کرے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیا کی وجہ سے اس عورت کے سامنے مسئلے کی تفصیل بیان نہیں کر سکتے تھے۔ ان حالات میں ایک ایسی عورت کی ضرورت تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محرم ہو اور اس مسئلے کی تفصیلات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ کر اس عورت کو سمجھا سکے۔اور یہی کام اس موقعہ پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سرانجام دیا اور باقی ازواج مطہرات نے بھی اس انداز میں تعلیم امت کے فریضہ کی ادائیگی میں اپنا کردار ادا کیا۔

ازواج مطہرات کی علمی خدمات صرف خواتین کے مسائل کے ساتھ ہی مخصوص نہ تھیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار قولی اور فعلی سنتیں، جن کا تعلق خانگی زندگی کے ساتھ تھا،ان سنتوں کو محفوظ کرنے اور امانت داری کے ساتھ ان کو امت تک منتقل کرنے کا مقدس فریضہ بھی ان خوش قسمت خواتین نے ہی ادا کیا ہے۔اس لئے امہات المؤمنین عورتوں کے جملہ مسائل کی بھی معلمات تھیں اور مردوں کے خانگی مسائل، خصوصا جن کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت فعلی کے ساتھ تھا وہ بھی امت تک امہات المؤمنین ہی کے ذریعے پہنچے ہیں۔ان حقائق کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ "ازواج مطہرت "صرف امہات المؤمنین ہی نہیں بلکہ امت کی معلمات بھی ہیں [21]۔

سماجی مقاصد:

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت وتبلیغ کا آغاز کیا تو آپ پر ایمان لانے والے کچھ ایسے جانثار تھے جنہوں نے دعوت اسلام کو قبول کرنے میں ذرہ برابر بھی دیر نہیں کی اور پھر وہ اس مشکل ترین معاملے میں آپ کے دست وبازو بنے رہے اس راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی دعوت کے لئے جو قربانیاں انہوں نے دیں وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسی مقدس ہستیاں اس قافلے میں شامل ہونے والی پہلی ہستیوں میں شامل ہیں۔ ہجرت کے بعد مدینہ کے انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مشن کے لئے جو قربانیاں دیں تھیں ان کی مثال بھی پیش کرنے سے تاریخ عالم قاصر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی ان جانثار قربانیوں کا اصل صلہ تو قیامت کے دن ان کو اللہ تعالی خود عطا فرمائے گا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں بھی ان غلاموں کو نوازنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ انصار کے

ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کا خیال رکھنے کی جو تاکید امت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمائی ہے وہ آپ کی شان کو ظاہر کرتی ہے ،اپنے جانثاروں کو نوازنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اسلوب یہ اپنایا کہ آپ نے ان کے ساتھ رشتہ مصاہرت قائم کیا۔آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیوں کو اپنے نکاح میں لیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں اپنی صاحبزادیاں دے کر ان کے ساتھ رشتہ مصاہرت قائم کیا۔ان غلاموں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عطا سے بڑی کسی نعمت کا تصور بھی ممکن نہ تھا۔حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے باپ پر ترجیح دی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو آزادی اور ناز ونعمت کی زندگی سے بہتر سمجھا تھا اور پھر تبلیغ حق کے کٹھن فریضے میں قدم قدم پر جاں نثاری کے مظاہرے کئے تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی کی بیٹی کا نکاح ان کے ساتھ کر کے ان کی عزت افزائی فرمائی تھی۔جن لوگوں کے ساتھ آپ نے اپنی شادیوں کے ذریعہ رشتہ قائم فرمایا تھا،انہیں بھی اس بات کا علم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دلجوئی کی خاطر یہ رشتہ قائم فرمایا ہے۔وہ اس رشتے کے قیام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ممنون احسان تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا اس کے باوجود کبھی یہ خیال پیدا نہیں ہوا تھا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا حق ادا کر لیا ہے ،لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قربانیوں کو فراموش نہ کیا تھا جو انہوں نے آپ کے لیے دی تھی۔آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

"ہم پر جس کسی نے کوئی احسان کیا ہم نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے، سوائے ابو بکرؓ کے کیوں کہ ان کے ہم پر وہ احسانات ہیں جن کا بدلہ انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائے گا۔مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا نفع مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہا کے مال سے پہنچا ہے۔میں نے جس کسی کو بھی اسلام کی دعوت دی،اس نے اس کو قبول کرنے میں تردد کیا لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی تردد کے میری دعوت کو قبول کر لیا۔اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہی خلیل بناتا۔سنو! اس بات سے آگاہ رہو کہ تمہارے نبی اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔"

جس شخص کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس قسم کے جذبات تھے،ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جو بہترین بدلہ عطا کر سکتے تھے،وہ یہ تھا کہ آپ اس کے ساتھ رشتہ مصاہرت قائم فرماتے۔یہ اعزاز آپ نے اپنے صحابی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور ان کی صاحبزادی کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی بیوہ ہو گئیں۔اپنی بیٹی کے مستقبل کے لئے ان کا فکر مند ہونا ایک قدرتی بات تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوہ بیٹی کو اپنی زوجیت میں قبول فرما کر ایک طرف تو ان کی پریشانی دور فرمائی اور دوسری طرف ان کو وہ اعزاز عطا فرمایا جو ان کے لئے قابل فخر بات تھی۔جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں کے مقاصد میں سے ایک مقصد اپنے صحابہ کی دلجوئی تھا اسی طرح آپ کی دیگر کئی شادیوں میں بھی سماجی مقاصد سر فہرست تھے[22]۔

سیاسی مقاصد:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں کے مقاصد میں سے ایک مقصد دشمنوں کے دل جیتنا،اسلام کے ساتھ ان کی مخالفت کو کم کرنا، قبائل کو اس رشتے کے ذریعے اپنے قریب تر کرنا اور اس طرح نور حق کو پھیلانے کے لئے راستہ ہموار کرنا بھی تھا۔کچھ مثالیں درج ذیل ہیں جن سے پتہ چلے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں کے ذریعے کتنے سیاسی فوائد حاصل ہوئے۔

1. "بنو مصطلق کا قبیلہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی دشمنی میں پیش پیش تھا۔اس قبیلے کا سردار حارث اسلام کا کٹر دشمن تھا ۔غزوہ بنو مصطلق میں اس قبیلے کو شکست ہوئی اور اس قبیلے کے متعدد لوگ مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہوئے۔ان قیدیوں میں بنو مصطلق قبیلہ کے سردار کی ایک بیٹی جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔انہوں نے اپنے اسیر کنندہ سے مکاتبت کا معاہدہ کیا اور زر مکاتبت ادا کرنے کا خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد کی درخواست کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ پتا چلا کہ یہ سردار قبیلہ کی بیٹی ہیں تو آپ نے ان کے سامنے یہ پیشکش کی کہ اگر انہیں منظور ہو تو آپ ان کا زر فدیہ ادا کر کے ان کے ساتھ نکاح کر لیں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشکش کو قبول کر لیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا زر مکاتبت ادا کر کے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا ہے تو انہوں نے بنو مصطلق قبیلہ کے تمام اسیروں کو یہ کہہ کر رہا کر دیا کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی رشتہ دار ہیں ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ان کو اپنی قید میں رکھیں۔ اس طرح آزاد ہونے والے کوئی ایک دو آدمی نہ تھے بلکہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی برکت سے آزادی کی نعمت تقریبا سو گھرانوں کو حاصل ہوئی۔بنو مصطلق نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس اعلی ظرفی اور مسلمانوں کے دلوں میں موجزن حب رسول کے جذبے کا مشاہدہ کیا تو وہ سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔یہ بات معمولی نہیں کہ ایک شادی کی برکت سے اسلام کے ایک کٹر دشمن قبیلے نے اسلام اور پیغمبر اسلام کی دشمنی چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال دیا۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"ہم نے کسی عورت کو نہیں دیکھا جو اپنی قوم کے لئے اس سے زیادہ برکت کا باعث بنی ہو جتنی برکت کا باعث جویریہ اپنی قوم کے لئے بنیں"[23]۔

2. حیی بن احطب اسلام اور مسلمانوں کا انتہائی بڑا دشمن تھا۔اس کی بیٹی صفیہ بنت حیی بن احطب غزوہ خیبر میں مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پاس بلایا اور ان کے سامنے دو صورتیں رکھیں۔

(1)۔اسلام قبول کریں اور آپ انہیں آزاد کر کے اپنی زوجیت کا شرف بخشیں۔

(2)۔اگر وہ یہودیت پر قائم رہنا چاہیں تو آپ انہیں آزاد کر دیں اور وہ اپنی قوم کے پاس واپس چلی جائیں۔انہوں نے اسلام قبول کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنا پسند کیا۔

اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لحاظ سے بہت اہم تھا کہ آپ سے نکاح کرنے

سے پہلے یہودی مسلمانوں کے خلاف ہر جنگ میں کسی نہ کسی شکل میں شریک نظر آتے ہیں لیکن اس نکاح کے بعد یہودی کسی جنگ میں مسلمانوں کے مد مقابل نظر نہیں آتے۔

3. ابو سفیان کی اسلام دشمنی سے کون واقف نہیں۔ قوم قریش کا نشان جنگ ابو سفیان کے گھر میں رہتا تھا۔جب یہ نشان باہر کھڑا کیا جاتا تو قوم کے ہر فرد پر آبائی ہدایات اور قومی روایات کے اتباع میں لازم ہو جاتا تھا کہ سب اس جھنڈے کے نیچے فوراجمع ہو جائیں۔اسلام کے خلاف اکثر جنگوں میں ابو سفیان ہی نے لشکر قریش کی قیادت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے اس سخت دشمن کی لخت جگر ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔اس رشتے کا اثر یہ ہوا کہ ابو سفیان کی اسلام دشمنی کا زور ٹوٹ گیا اور بہت جلد وہ اسلام کے جھنڈے کے نیچے اپنی جان کی بازی لگانے کے لئے تیار کھڑا نظر آیا۔کیا وہ نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک انتہائی کامیاب سیاسی تدبیر نہ تھی جس نے اسلام کے سب سے بڑے دشمن کو اسلام کی صفوں میں لا کھڑا کیا تھا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام شادیوں کے پس منظر میں اسی قسم کے عظیم مقاصد کارفرما تھے[24]۔

نتائج البحث:

1. حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی حکمت حصول اولاد کے علاوہ ایسی شریک حیات کی ضرورت تھی جو تبلیغ اسلام میں آنے والی رکاوٹوں اور مصیبتوں پر حوصلہ بھی بڑھائے اور مشکل حالات میں ترویج اسلام کے لیے اپنے مال اور جان کے ساتھ کردار ادا کرے۔
2. حضرت سودہ رضی اللہ عنہا جیسی عمر رسیدہ خاتون سے نکاح کی حکمت نابالغ اولاد کی بہترین پرورش کا انتظام کرنا اور امت کو اولاد کی تربیت اور فرائض بتانا تھا۔
3. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے ذریعے مختلف معاشرتی فرسودہ رسومات کا خاتمہ کرنا مقصود تھا۔
4. حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر کے امت کو بیوہ خاتون کا سہارا بننے کا درس دینا مقصود تھا۔
5. حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی حکمت دشمن کو قریب کرنا تھا تاکہ دشمنی محبت میں تبدیل ہو جائے۔
6. حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی حکمت بچوں والی بیوہ عورت کا سہارا بن کر اس کے بچوں کی نگہداشت کا درس دینا تھا۔
7. حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی حکمت باندی سے نکاح کے احکام کو بتانا تھا۔
8. حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے نکاح کی حکمت یہود کی تالیف قلب تھی جس کی ذریعے بہت سے یہودیوں کو رہائی بھی ملی۔
9. حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے نکاح کی حکمت تبلیغ اسلام تھی اس نکاح سے اہل نجد کی دشمنی اور نفرت میں کمی آئی اور بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔
10. حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے مقاصد اور حکمتوں میں تعلیمی مقاصد بھی شامل ہیں۔اتنی عورتوں سے نکاح کر کے خواتین کے پوشیدہ مسائل یعنی حیض ونفاس وغیرہ کی تعلیم دینا بھی تھا۔

11. جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں کے مقاصد میں سے ایک مقصد اپنے صحابہ کی دلجوئی تھا اسی طرح آپ کی دیگر کئی شادیوں میں بھی سماجی مقاصد بھی شامل تھے۔

12. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نکاح سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے بھی کیے جن کے ذریعے سے دشمن کو قریب کرنا مقصود تھا کہ تبلیغ اسلام میں آسانی ہو۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1 ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایہ والنھایہ، دار الفکر، 1407ھ-1986ء، ج:5، ص:292

امام ابن سعدؒ نے پوری تفصیل بیان کی ہے کہ آپ نے کن عورتوں سے نکاح کیا، کنھیں نہیں بسایا کن عورتوں کو طلاق دی یا کنھیں آپ نے نکاح کا پیغام بھیجا لیکن نکاح نہ ہو سکا یا کن عورتوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نکاح کے لیے پیش کیا وغیرہ۔ (محمد بن سعد، الطبقات الکبری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع: اول، 1410ھ-1990ء) ج:8، ص:112

علامہ مغلطائیؒ نے ان عورتوں کا ذکر کیا ہے جنہیں آپ نے گھر میں نہیں بسایا۔ اسی طرح وہ عورتیں جن سے آپ نے نکاح کیا یا نہیں نکاح کا پیغام بھیجا یا جن سے شادی کرنے کی آپ کو پیشکش کی گئی مگر آپ نے قبول نہیں کیا۔ اس قسم کی عورتوں کی تعداد 35 بنتی ہے، نیز انہوں نے اصل ماخذ کے حوالے بھی دیے ہیں اور بڑی نفیس بحث کی ہے۔ (مغلطای بن قلیج بن عبد اللہ حنفی، الاشارۃ الی سیرۃ المصطفیٰ وتاریخ من بعدہ من الخلفا، دار القلم - دمشق، الدار الشامیہ، بیروت، 1416ھ-1996ء، ص:405

علامہ ابن کثیرؒ نے تقریبا تمام روایات کو بیان کیا ہے جن کا تعلق آپ کی ازواج مطہرات سے ہے لیکن یہ اس کی تفصیل کا مقام نہیں اختصارا مشہور قول ذکر کرتے ہیں۔ (ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایہ والنھایہ، ج:5، :291-302

2 احمد بن الحسین بن علی بیہقی، دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1405ھ، ج:7، ص:288

3 ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، السیرۃ النبویہ، دار المعرفہ للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، 1395ھ-1976ء، ج:4، ص:580

4 امام زہریؒ سے یہ منقول ہے کہ آپ ﷺ نے بنی عمرو بن کلاب کی ایک خاتون سے شادی کی، آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ اس کے جسم پر برص کے داغ ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کو طلاق دے دی اور گھر نہیں لائے۔ (احمد بن الحسین بن علی بیہقی، السنن الکبری، کتاب النکاح، باب تسمیۃ ازواج النبی ﷺ، حدیث نمبر:13424، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع: سوم، 2003ء، ج:7، ص:115

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ بظاہر یہ عالیہ بنت ظبیان ہی ہیں۔ (ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایہ والنھایہ، ج:5، ص:296، 300

5 آپ کا تعلق بنی جون کندی سے تھا اور یہ قبیلہ بنی فزارہ کا حلیف تھا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پناہ مانگی اور آپ ﷺ نے فرمایا تو نے عظیم ہستی کے ساتھ پناہ مانگی ہے، اپنے خاندان میں چلی جاؤ۔ آپ ﷺ نے اس کو طلاق دے دی اور گھر نہیں بسایا۔ (ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایہ والنھایہ، ج:5، ص:292

6احمد بن الحسین بن علی بیہقی، دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ، ج:7، ص:288
7 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ج:8، ص:11-15
8 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ج:8، ص:42-46
9 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ج:8، ص:46-64
10 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ج:8، ص:65-69
11 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ج:8، ص:76-80
12 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ج:8، ص:91، 92
13 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ج:8، ص:69-76
14 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ج:8، ص:80-91
15 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ج:8، ص:92-95
16 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ج:8، ص:95-102
17 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ج:8، ص:104-111
18 سورۃ الاحزاب:53
19 ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، السیرۃ النبویہ، ج:4، ص:599
20 سورۃ الاحزاب:28، 29
21 پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 1415ھ، ج:7، ص:479-482
22 پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی، ج:7، ص:485-488
23 ابو داود سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، کتاب العتق، باب فی بیع المکاتب اذا فسخت الکتابۃ، حدیث نمبر:3931، المکتبۃ العصریہ، بیروت، ج:4، ص:22
24 پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی، ج:7، ص:488-490